بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قواعد واصول فی المقلدین والجهال وقيام الحجة في الشرك الأكبر والكفر الأكبر والبدع

شرک اکبر کفر اکبر اور بدعت کے بارے میں جاہل اور مقلد پر قیام حجت کے قواعد

تصنیف: علامہ ابن قیم رحمہ اللہ

تلخيص : على بن خضير الخضير

مترجم: عبدالعظیم حسن زئی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم . اما بعد!

یہ چند سطور جو اہم مسائل سے متعلق ہیں میں نے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی دو کتابوں۔ کتاب الطبقات اور قصیدہ نونیہ سے اختصار کے ساتھ اخذ کیے ہیں۔ اس امید کے ساتھ کہ مسئلہ زیر بحث کی وضاحت بہتر طریقے سے ہو سکے ان شاءاللہ۔

[الفصل اوّل]

جاہل کافر ہوں یا مقلدین کا طبقہ اور ان کے پیروکار سب کے پاس اپنے افعال و اعمال کی ایک ہی دلیل ہوتی ہے کہ ہم نے اپنے آباء و اجداد کو اس طرح کرتے پایا لہٰذا وہی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگ اہل اسلام کو بھی چھوڑ دیتے ہیں البتہ یہ اہل اسلام سے جنگ نہیں کرتے جیسا کہ محاربین کی عورتیں، ملازمین وغیرہ ہوتے ہیں کہ وہ اس کام کے لئے خود کو کمر بستہ نہیں کرتے جس کام کے لئے محاربین اٹھ کھڑے ہوتے ہیں یعنی اسلام کو اللہ کے نور کو ختم کرنے کے لئے اس کے دین کو ڈھانے کے لئے اس کے کلمات کو نیچا دکھانے کے لئے یہ مقلدین اور جاہل کفار چوپایوں کی طرح ہیں ان کے لیے مندرجہ ذیل اصول و قواعد ہیں۔

﴿پہلا قاعدہ﴾

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس طبقے کے لوگ کافر ہیں اگر چہ جاہل ہوں اپنے سرداروں اور اماموں کے مقلد ہوں۔ البتہ کچھ اہل بدعت ایسے ہیں جو ان کو جہنمی نہیں سمجھتے اور انہیں ان لوگوں کی طرح قرار دیتے ہیں جن تک دعوت نہیں پہنچی یہ رائے اہل بدعت کی ہے مگر ائمہ مسلمین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ میں سے کسی نے بھی یہ رائے نہیں اپنائی (سوائے چند اہل کلام کے جو اسلام میں نئے امور ایجاد کرتے رہتے ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت صحیح منقول ہے فرماتے ہیں۔ ترجمہ: ''جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے وہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی، مجوسی بنا دیتے ہیں''۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتا رہے ہیں کہ ماں باپ بچے کو فطرت سے یہودیت نصرانیت مجوسیت کی طرف پھیرتے ہیں اس تبدیلی میں ماں باپ کے علاوہ کسی اور کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے یعنی ماں باپ جس مذہب پر ہوتے ہیں بچے کو اسی پر چلائے

رکھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ ''جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا''۔

﴿دوسرا قاعدہ﴾

اس طرح کا مقلد مسلمان نہیں ہے حالانکہ وہ عاقل مکلّف ہے اور عاقل مکلّف کو اسلام یا کفر سے نہیں نکلتا۔

﴿تیسرا قاعدہ﴾

جس کو انبیاء کی دعوت نہیں پہنچی وہ ایسی حالت میں مکلّف نہیں ہے بلکہ اس کو بچوں اور پاگلوں پر قیاس کریں گے۔

﴿چوتھا قاعدہ﴾

اسلام نام ہے ایک اللہ کی عبادت اس کی توحید اپنانے کا اس کے ساتھ کسی قسم کے شرک نہ کرنے کا اللہ پر اس کے رسول پر ایمان لانے اور اس کی لائی ہوئی شریعت کی اتباع کرنے کا۔ جو شخص یہ امور بجا نہیں لاتا وہ مسلمان نہیں ہے اگر چہ وہ اسلام سے عناد رکھنے والا کافر نہیں ہے البتہ جاہل کافر ہے ان لوگوں کے بارے میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ جاہل کافر ہیں اسلام سے عناد رکھنے والے نہیں ہیں مگر ان کا اسلام سے بغض وعناد نہ رکھنا انہیں کافر کہلانے سے نہیں روک سکتا اس لیے کہ کافر اس کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی توحید کا انکار کرے اور اللہ کے رسول کو جھٹلائے چاہے یہ کام عناد کی وجہ سے کرے یا جہالت کی بنا پر ہو یا اسلام سے عناد رکھنے والوں کی تقلید کر کے ان امور کا ارتکاب کرے۔ اگر چہ اس کا مقصد اسلام سے بغض وعناد نہ ہو مگر عناد رکھنے والوں کی اتباع کرتا ہے۔ اللہ نے قرآن کے متعدد مقامات پر کافر اسلاف کی پیروی کرنے والوں کو عذاب دینے کا تذکرہ کیا ہے۔

رَبَّنَا هٰؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ.

اے ہمارے رب انہی لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تو انہیں دوگنا عذاب دیدے اللہ فرمائے گا سب کے لئے دوگنا عذاب ہے مگر تم جانتے نہیں۔ (الاعراف:۳۸)

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ، قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ. (المؤمن:۴۷-۴۸)

جب وہ جہنم میں جھگڑ رہے ہوں گے کمزور لوگ متکبرین کو کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے کیا تم ہم سے

آگ کی عذاب کا کچھ حصہ ہٹا سکتے ہو؟ تکبر کرنے والے کہیں گے ہم سب اسی عذاب میں ہیں اللہ نے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ، قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ، وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا. (سبا: ۳۱-۳۳)

اگر آپ دیکھیں جب ظالمین کو ان کے پاس کھڑا کر دیا جائے گا تو ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے کمزور لوگ متکبرین سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مؤمن ہوتے۔ متکبرین ان کمزوروں سے کہیں گے کیا ہم نے تمہیں ہدایت اپنانے سے روکا تھا جب وہ تمہارے پاس آ گئی تھی؟ حالانکہ تم خود مجرم تھے۔ کمزور لوگ متکبرین سے کہیں گے کہ دن رات کا مکر تھا جب تم ہمیں کہتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے شریک بنائیں۔

یہ اللہ کی طرف سے خبر بھی ہے تنبیہ بھی ہے اور ڈراوا بھی کہ تابعداری کرنے والے اور جن کی تابعداری کی جائے گی وہ سب عذاب میں مبتلا ہوں گے ان کی تقلید ان سے عذاب کم یا ختم نہیں کر سکے گی (یعنی تقلید و جہالت عذر نہیں بن سکے گا) مزید صراحت اس آیت سے ہو جاتی ہے۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ، وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا. (البقرة: ۱٦٦)

جب وہ لوگ جن کی تابعداری کی گئی بیزار ہو جائیں گے تابعداری کرنے والوں سے اور ان کے ذرائع واسباب ختم ہو جائیں گے۔ تابعداری کرنے والے کہیں گے کاش کہ دنیا میں دوبارہ جانا ممکن ہوتا تو ہم بھی ان سے ایسے بیزار ہو جائیں گے جس طرح یہ ہم سے ہو گئے۔

اس کی تائید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی ہے فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) ''جس نے گمراہی کی طرف دعوت دی اس پر اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ (اس گمراہی میں) اس کی تابعداری کرنے والے پر ہوگا جبکہ ان گناہوں میں سے کچھ

کم نہ ہوگا۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ تابعداری اور تقلید کرنے والوں کا کفران کی تقلید اور تابعداری کی وجہ سے تھا۔

﴿پانچواں قاعدہ مقلدین کے بارے میں کچھ وضاحت﴾

مقلدین کے بارے میں ایسی تفصیل بیان کی جارہی ہے جس سے تمام اشکالات کا خاتمہ ہوجائے گا تفصیل حسب ذیل ہے۔

1- ایک وہ مقلد ہے جس کے لئے علم اور حق کی معلومات دونوں حاصل کرنا ممکن ہو اس کے باوجود وہ اس سے اعراض کرتا ہے تو یہ شخص ایسی ذمہ داری کو چھوڑ رہا ہے جو اس پر واجب ہے لہٰذا اس کے لئے اللہ کے ہاں کوئی عذر معذرت نہیں ہے۔

2- دوسرا مقلد وہ ہے جس کے لئے ایسا کرنا کسی بھی مجبوری کی وجہ سے ممکن نہیں ہے اس کی مزید دو قسمیں ہیں۔

ا- وہ مقلد جو ہدایت کا طلب گار ہو اس سے محبت کرتا ہو مگر اس کے حصول کی قدرت واستطاعت نہیں رکھتا یا اس کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں ملتا تو ایسے مقلد کا حکم اس شخص کی طرح ہے (جن تک انبیاء کی دعوت نہیں پہنچ سکی) ایسا شخص دعا کرتا ہے کہ اے اللہ جس دین پر میں کاربند ہوں اگر اس سے بہتر دین مجھے مل جائے تو میں اسے اپنا لوں گا اور اپنا دین چھوڑ دوں گا لیکن میں اس دین کے علاوہ جس پر میں ہوں کسی اور دین کو جانتا نہیں اور نہ ہی میں قدرت واستطاعت رکھتا ہوں کہ کہیں سے دین کی معلومات حاصل کرلوں میری محنت وکوشش کی انتہاء یہیں تک تھی کہ میں نے یہ دین حاصل کرلیا ہے جس پر میں ہوں۔ اس شخص کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس تک دین نہ پہنچ سکا ہو اور وہ دین تلاش کررہا ہو مگر اسے مل نہیں رہا لہٰذا وہ اسی پر قناعت کر بیٹھا جو کچھ دین کے نام پر اسے ملا تھا۔

ب- دوسرا مقلد وہ ہے جو اعراض کرنے والا ہے نہ اس کی خواہش ہے دین کے تلاش کی اور نہ ہی اس کے دل میں اس دین کے بارے میں کچھ خیال آتا ہے جس پر وہ عمل پیرا ہے بلکہ اس پر راضی ہے اس پر کسی اور دین کو ترجیح نہیں دیتا نہ ہی اس کا دل کسی دین کو تلاش کرتا ہے ایسے شخص کی مجبوری واستطاعت دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس تک دین نہ پہنچا ہو مگر دین کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ شرک کی حالت میں مرجاتا ہے اگر یہ تلاش کرتا تو پھر بھی دین ملتا کہ تھا ہی نہیں مگر یہ معذور و مجبور شمار ہوتا۔

لہٰذا ان دونوں قسم کے افراد میں فرق ہے اگرچہ دونوں دین تک رسائی سے محروم ہیں مگر ایک تلاش وجستجو میں ناکام ہوا کوشش کی تھی تو ایسا شخص مجبور ہے دوسرے نے تلاش نہیں کی لہٰذا وہ معذور یا مجبور نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا اپنے حکم اور عدل کے ذریعے سے اور صرف اسی کو عذاب کرے گا جس پر رسول مبعوث کر کے حجت قائم کی گئی ہوگی۔ اور حجت تمام مخلوق پر قائم ہو چکی ہے (اس امت پر حجت قائم ہو چکی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امت کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے) البتہ کسی مجبور شخص یا جس تک دین نہ پہنچا ہو تو اس پر حجت قائم ہے یا نہیں تو یہ ایسی بات ہے کہ اللہ اور اس کے ان بندوں کے درمیان ہے اس میں مداخلت نہیں کی جاسکتی۔

﴿چھٹا قاعدہ﴾

ہر مسلمان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ جس نے بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کیا تو وہ کافر ہے۔ یہ بھی عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس وقت تک عذاب نہیں کرتا جب تک رسول بھیج کر حجت قائم نہ کرے۔ معین اور غیر معین اللہ کے علم و حکمت کے حوالے ہے کہ انہیں ثواب دے یا عذاب کرے۔

﴿ساتواں قاعدہ﴾

جہاں تک دنیا میں کسی پر حکم یا فتوی لگانے کی بات ہے تو اس کا فیصلہ ظاہری امور پر ہوگا لہٰذا کفار کے بچے اور مجنون بھی کافر شمار ہوں گے دنیا میں ان پر وہی حکم لگے گا جو ان کے ساتھی کفار کا ہے اس وضاحت کے بعد مذکورہ مسئلے میں موجودہ اشکال زائل ہو جاتا ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل اور خلاصہ چار اصولوں پر مبنی ہیں۔

1- اللہ تعالیٰ کسی کو اس وقت تک عذاب نہیں کرتا جب تک اس پر حجت قائم نہ کر دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا. (بنی اسرائیل:۱۵)

ہم اس وقت تک عذاب نہیں کرتے جب تک رسول نہ بھیج دیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ. (النساء:۱۶۵)

رسول (بھیجے) خوشخبری دینے والے خبردار کرنے والے تاکہ لوگوں کے پاس اللہ کے خلاف حجت نہ ہو۔

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ، قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَ نَا نَذِيْرٌ وَكَذَّبْنَا

وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ. (ملك:۹)

جب اس (جہنم) میں ایک گروہ کو ڈالا جائے گا تو جہنم کا داروغہ ان سے پوچھے گا کیا تمہارے پاس خبردار کرنے والے نہیں آئے تھے؟ یہ کہیں گے آئے تھے مگر ہم نے ان سے کہا تھا کہ تم پر اللہ نے کچھ نازل نہیں کیا ہے۔

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِاَصْحَابِ السَّعِيْرِ. (ملك:۱۰)

وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیں گے بربادی ہے جہنم میں جانے والوں کے لئے۔

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيَاتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كَافِرِيْنَ. (الانعام:۱۳۰)

اے جن اور انسانوں کے گروہ کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے کہ وہ تم پر میری آیات پڑھتے اور تمہیں اس دن کی ملاقات کے بارے میں آگاہ کرتے؟ وہ کہیں گے ہم خود پر گواہی دیتے ہیں اور انہیں دنیاوی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے وہ خود پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظَّالِمِيْنَ. (الزخرف:۷۶)

ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا مگر وہ خود ظالم تھے۔

ظالم اس کو کہتے ہیں جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے واقف ہو یا اس سے واقفیت کی کسی طرح بھی استطاعت رکھتا ہو اور جو شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے واقف نہ ہو اور نہ ہی واقفیت حاصل کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے ظالم کیسے کہا جاسکتا ہے؟ اس طرح کی آیات قرآن میں کافی تعداد میں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس شخص کو عذاب کیا جائے گا جس کے پاس رسول آچکا ہے اس پر حجت قائم ہوچکی ہے (جس طرح اس امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آچکے ہیں) یعنی وہ شخص جو اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے۔

[دوسرا اصول]

عذاب دو وجہ سے ہوتا ہے۔

1- حجت سے اعراض کرنا اس کے حصول کا ارادہ نہ کرنا اس پر اور اس کے تقاضوں پر عمل کی نیت نہ کرنا یہ کفر اعراض ہے۔

2- حجت سے بغض وعناد رکھنا جب وہ قائم ہو چکی ہو اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل نہ کرنے کا ارادہ کرنا یہ کفر عناد ہے۔

کفر جہل یہ ہے کہ حجت قائم نہیں ہوئی اور نہ ہی حجت کی معرفت کی استطاعت ہے ایسے شخص سے اللہ نے عذاب کی نفی کی ہے جب تک اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت قائم نہ ہو جائے۔

[تیسرا اصول]

قیام حجت زمان ومکان کے لحاظ سے مختلف ہوتی رہتی ہے اور اشخاص کے لحاظ سے بھی اس میں اختلاف ہوتا ہے کفار پر بعض وقت حجت قائم ہوتی ہے اور بعض اوقات میں نہیں ہوتی۔ ایک علاقے میں قائم ہوتی ہے دوسرے میں نہیں ہوتی جیسا کہ ایک شخص پر قائم ہوتی ہے دوسرے میں نہیں ہوتی اس لیے کہ یا تو اس شخص میں عقل نہیں ہوتی جیسا کہ بچہ اور دیوانہ۔ یا سمجھ نہیں ہوتی کہ وہ حکم کو سمجھ نہیں پاتا نہ ہی کوئی ایسا ترجمان ہوتا ہے جو اسے سمجھا سکے ایسے شخص کو بہروں میں شمار کیا جائے گا جو کچھ سن نہیں سکتے اور نہ سن سکنے کی وجہ سے سمجھ نہیں پاتے سمجھنے کی کوئی صورت بھی نہیں ہوتی۔ یہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جو قیامت کے دن اللہ کے سامنے اپنی بے گناہی کی دلیل پیش کر سکیں گے۔

[چوتھا اصول]

اللہ کے جتنے افعال ہیں وہ اس کی حکمت کے تابع ہیں اور اس کی حکمت ایسی ہے کہ اس کی موجودگی کی وجہ سے کسی فعل میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا یہی حکمتیں اپنے قابل تعریف مقاصد کی وجہ سے مقصود ہوتی ہیں تمام طبقات میں یہی بنیادی اصول اور قاعدہ ہے سوائے چند لوگوں کے کہ ان کی کتب میں اور کچھ گروہ ہیں کہ ان کے ہاں کچھ دیگر اقوال ہیں اللہ انہیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرمائے۔ (طریق الھجرتین۔ابن قیمؒ)

سوال: اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ یہ قواعد واصول تو کافروں کے بارے میں ہیں آپ انہیں اہل قبلہ پر کیسے لاگو کرتے ہیں؟

جواب: جو بھی کافروں جیسا فعل وعمل کرے گا اسے انہی کے ساتھ ملایا جائے گا مزید تفصیل کے لیے کشف الشبہات ملاحظہ فرمائیں جس میں محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اس سوال کا تسلی بخش جواب دیا ہے اور اس غلط فہمی کا مکمل ازالہ کیا ہے۔ اسی طرح کتاب الحقائق فی التوحید میں بھی وضاحت کی گئی ہے جہاں باب باندھا گیا ہے کہ کافروں یہودیوں اور عیسائیوں جیسا عمل کرنے والے انہی میں شمار ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاِنْ اَقِمْ وَجْهَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ. (یونس:۱۰۵)

آپ اپنے آپ کو یکطرفہ دین پر قائم رکھو اور مشرکوں میں سے کبھی نہ ہونا۔

ارشاد ہے۔

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَایَسْمَعُوْنَ. (الانفال:۲۱)

ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو کہتے ہیں ہم نے سنا حالانکہ وہ نہیں سنتے۔

فرمان ہے۔

وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِنْکُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ. (المائدۃ ۵۱)

تم میں سے جو بھی ان (کفار) سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے۔

من تشبه بقوم فهو منهم۔ (ابو داؤد)

جس نے کسی قوم کی شباہت اختیار کر لی وہ انہی میں سے ہے۔

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لتتبعن سنن من كان قبلكم ، فذكر اليهود و النصارى. (متفق عليه)

تم ضرور تابعداری کرو گے اپنے سے پہلے لوگوں کی یہود ونصاری کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیا۔

جو لوگ ان آیات کو ان لوگوں کے ساتھ خاص کرتے ہیں جن کی وجہ سے وہ نازل ہوئی ہیں اور ان کی طرح کے اور لوگوں کو ان آیات کے ضمن میں شامل نہیں سمجھتے ان کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ یہ بھی کہیں کہ ظہار کی آیت کا حکم صرف اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔ لعان کی آیت صرف

عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔ کفار کی مذمت کی آیتیں صرف کفار قریش کی مذمت میں ہیں۔ حالانکہ کوئی بھی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا۔ (الفتاوی ١٦/١٤٨)۔

ابابطین رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ مشرکین اولین کے بارے میں جو آیات نازل ہوئی ہیں وہ صرف انہی کے لئے ہیں اگر کوئی اور ان جیسا عمل کرے تو یہ آیات اس کے لئے نہیں ہے۔ ایسا کہنا کفر عظیم ہے۔ فرماتے ہیں (اگر اس بات کو تسلیم کرلیا جائے) تو پھر لازم آتا ہے کہ قرآن وسنت میں جن حدود کا ذکر ہے وہ صرف انہی لوگوں کے لیے تھیں جن کے بارے میں نازل ہوئیں اور وہ لوگ اب مر چکے ہیں لہٰذا اب کسی زانی پر حد نہیں لگے گی اور نہ ہی کسی چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس طرح قرآن کا حکم باطل ہو جائے گا۔ (الدرر ١٠/٤١٨)

[فصل ثانی: اہل بدعت کے بارے میں]

ہم یہاں ابن قیم رحمہ اللہ کے قصیدہ نونیہ سے کچھ اشعار نقل کر رہے ہیں جو ان اہل بدعت کے حکم سے متعلق ہیں جو غلو کرنے والے نہ ہوں اس لیے کہ غلو کرنے والوں کا حکم کچھ اور ہے یعنی ان غلو کرنے والوں پر مطلقاً کفر کا فتوی لگتا ہے اس میں مزید کسی تفصیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے تو تمام اہل بدعت کی بات کی ہے چاہے وہ غلو کرنے والے ہوں یا نہ ہوں؟ تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ ابن قیم کا کلام جو مختلف مواقع ومقامات پر کہا گیا ہے اس کو یکجا کر کے دیکھنا چاہیے تب ان کا مقصد سمجھ میں آئے گا کہ کیا ان کا کلام عام ہے یا مقید ہے؟ مقید کلام قصیدہ نونیہ کے بجائے مدارج السالکین میں ہے جہاں وہ کہتے ہیں اعتقادی فسق ان اہل بدعت کے فسق کی طرح ہے جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں (یعنی توحید کو اپنائے رکھتے ہیں) آخرت پر ایمان ہے اللہ کے حرام کردہ کو حرام سمجھتے ہیں اس کے فرض کردہ کو فرض جانتے ہیں مگر بہت سی ایسی باتوں کی نفی کرتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کیا ہے یہ کام یا تو جہالت کی وجہ سے کرتے ہیں یا تاویل کر کے یا تقلید کی بنا پر۔ اور وہ باتیں ثابت کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت نہیں کی ہیں یہ لوگ خوارج ہیں جو اسلام سے نکل چکے ہیں اور بہت سے روافض قدریہ، معتزلہ اور بہت سے جہمیہ جو تجہم میں غلو نہیں کرتے جہاں تک غلو کرنے والے جہمیہ کی بات ہے تو وہ بھی غالی روافض کی طرح ہیں ان دونوں گروہوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اسی لیے سلف کی ایک جماعت نے انہیں بہتر (٧٢) فرقوں سے خارج قرار دیا ہے۔ اب ہم ابن

قیم رحمہ اللہ کے وہ اشعار نقل کرتے ہیں جن میں ان اہل بدعت کا حکم مذکور ہے جو غلو کرنے والے نہیں ہیں۔

ترجمہ: ہم اللہ کا خوف کرتے ہوئے عادلانہ حکم لگاتے ہیں ہمارے نزدیک ان کی دو قسمیں ہیں۔ جہالت والے اور عناد کرنے والے یہ دو قسمیں ہوگئیں۔ یہ دونوں اگرچہ بدعت میں ایک ہیں مگر ان میں سے عناد کرنے والے کافر ہیں اور جو جاہل ہیں ان کی پھر دو قسمیں ہیں ایک تو وہ ہیں کہ جو علم اور ہدایت حاصل کرنے کے اسباب واستطاعت رکھتے ہیں لیکن جاہلوں کے علاقے اور ملک میں ہمیشہ سے رہ رہے ہیں اور اندھوں کی طرح تقلید کو آسان سمجھ لیا ہے حق کی تلاش میں کوشش نہیں کرتے اس کوشش نہ کرنے کو معمولی (گناہ) سمجھتے ہیں۔ ان کے فسق میں کوئی شک نہیں ہے مگر کافر کہنے میں دو اقوال ہیں البتہ میں ان کے بارے میں توقف کرتا ہوں نہ انہیں کافر کہتا ہوں نہ مؤمن۔ ان کے دل میں کیا ہے (نفرت یا محبت ہمارے لئے) یہ تو اللہ جانتا ہے ہمیں چاہیے کہ ان سے اچھا تعلق رکھیں۔ یہ اللہ کے عذاب کے مستحق ہوں گے لازمی ہوں گے کہ یہ سرکش اور باغی ہیں جہالت کا عذر تو ہوتا ہے مگر ظلم وزیادتی کا عذر نہیں ہوتا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور قول میں عیب نکالنا اور جھوٹی گواہی اور بہتان تراشی میں (عذر نہیں ہوتا)۔ دوسرے قسم کے وہ ہیں جو حق تک رسائی نہیں رکھتے باوجود ارادے اور اللہ ورسول پر ایمان کے۔ ان کی بھی دو قسمیں بنتی ہیں۔ ایک تو وہ کہ ان کا حسن ظن اپنے شیوخ کے بارے میں۔ اور چونکہ انہیں شیوخ کے اقوال کے اور کچھ ملا بھی نہیں لہٰذا یہ ہدایت کی قدرت نہیں رکھتے۔ اگر یہ لوگ ظلم نہ کریں تو ان کا یہ عذر قبول ہے۔ البتہ جہل اور سرکشی کی بنا پر کافر کہلائیں گے۔ دوسرے جو ہیں وہ حق کی تلاش میں ہیں مگر حق کے حصول میں دو چیزیں ان کے لئے رکاوٹ ہیں۔

۱- حق کو ایسی جگہ تلاش کرنا جہاں وہ ہے نہیں۔

۲- ایسے راستے کو اختیار کرنا جو حق اور ایمان تک پہنچانے والا نہیں ہے۔

لہٰذا یہ دونوں باتیں ان پر اس طرح مشتبہ ہوگئی ہیں جس طرح کوئی راہ گم کردہ مسافر ہوتا ہے۔ ان میں جو بہترین لوگ ہوتے ہیں وہ بھی حیرت کے میدانوں میں یہ کہتے ہوئے گھومتے رہتے ہیں کہ ہمیں صحیح اور سیدھا راستہ نہیں مل رہا اس لیے کہ راستے بہت سارے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں توقف کرنا چاہیے کہ یہ اللہ اس کے دین، کتاب، رسول اور قیامت کے دن اٹھائے جانے اللہ سے ملاقات کرنے میں شک نہیں کرتے۔ ان کے گناہ گار ہونے یا اجر سے نوازے جانے کا معاملہ اللہ پر چھوڑا جانا چاہیے کہ وہ وسیع مغفرت والا ہے۔ ان کے بارے میں ہمارا فیصلہ دیکھ لو حالانکہ یہ نصوص کا اور قرآن کے تقاضوں کا انکار کر چکے ہیں۔ کافر قرار دینا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق

ہے کہ وہ شریعت بنانے کے مجاز ہیں کسی کے کہنے سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔جس کو اللہ اور اس کے بندے (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) نے کافر کہا ہو تو وہی کافر ہے۔شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسی رحمہ اللہ ابن قیم رحمہ اللہ کے ان اشعار کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل جہل وتعطیل کی دو قسمیں ہیں۔

۱- وہ لوگ جو عناد و بغض والے ہیں ایسے لوگوں پر کفر کا حکم لگایا جائے گا جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ کے اس قول سے ثابت ہے۔عناد اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول شریعت کو رد کر دینے کے علاوہ کفر نہیں ہے۔

۲- دوسری قسم ہے جاہل لوگوں کی۔ان کی پھر دو قسمیں بنتی ہیں۔

۱- جو علم اور ہدایت حاصل کرنے کی قوت واستطاعت رکھتے ہیں اس لیے کہ انہیں اس کے اسباب وذرائع میسر ہیں۔مگر یہ پھر بھی تقلید وجہالت کی طرف مائل ہو گئے ہیں۔

۲- دوسری قسم ان جاہلوں یا ناواقفوں کی ہے جو حق تک رسائی سے عاجز ہیں باوجود یکہ وہ اللہ،رسول اور اللہ کی ملاقات پر ایمان کا پختہ ارادہ رکھتے ہیں۔یہ عاجز لوگ بھی دو قسم کے ہیں۔

پہلی قسم کے لوگ وہ ہیں کہ انہوں نے اپنے شیوخ اور ان کے خیال کے مطابق دیانتدار لوگوں کی باتوں کے بارے میں حسن ظن رکھا ان کے اقوال کے علاوہ انہیں کچھ بھی نہیں ملا تو یہ انہی پر راضی ہو گئے۔

۲- ان عاجز لوگوں میں سے دوسری قسم ان لوگوں کی ہے انہوں نے حق کو تلاش کیا مگر اس تک اس لئے نہ پہنچ سکے کہ انہوں نے غلط راستہ اختیار کیا کہ جو حق تک نہیں پہنچا سکتا تھا لہذا صحیح راستے کی تلاش میں یہ ایسے الجھ گئے کہ حیران وسرگرداں رہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین.

مصنف : علامہ ابن قیم رحمہ اللہ

تلخیص : علی بن خضیر الخضیر